

ثقافتی نمائندہ

اتریویو: شریمن پورٹر

واشنگٹن ڈی سی میں امریکن یونیورسٹی کی ہندوستانی گریجویٹ گائتری مورتی کے ساتھ ایک گفتگو۔



گائتری مورتی (بائیں) اپنے امریکی یونیورسٹی کی دوستوں شانتی شوجی اور ماریا فیوریو (دائیں) کے ساتھ۔

چلتی ہیں۔ پروفیسر یہ بالکل طے کر کے آتا ہے کہ اسے کاس میں کیا پڑھاتا ہے۔ میں ایک بہت بڑے کالج میسٹس کالج میں گئی۔ وہاں ہر گذار کاس میں تقریباً ۳۰۰ طلباء تھے۔ وہاں کاس میں مذاکرہ کرنا مشکل تھا۔ جس کی وجہ سے کاس سے ایک طرح کی بے رہنمی پیدا ہوتی رہی۔ اور ہمارا نام اعلیٰ آخرا کا صرف اختلافات تھے جنکو ہو کر رہ جاتا ہے۔ برطانوی نظام کی طرح۔ آپ سال پھر کاس کے اندر بیٹھتے ہیں اور سال کے ختم ہونے کے بعد ایک دن آپ کو وہ سب کو کہہ دیا ہے کہ یہاں پڑھتا ہے جو آپ نے پڑھا ہے۔ اور اسی کے ساتھ پڑھائی مکمل ہو جاتی ہے۔ وہاں تھوڑے تھوڑے وقتوں کے بعد پہنچنیں ہوتے۔ متنالے نہیں لکھتے پڑتے۔ صرف ایک استثنائے۔ میری ادب کی کاس میں موضوع پر بحث کی اندازش زیادہ تھی اور کاس کی جھوٹی تھی۔

جب میں یہاں آئی تو یہ فرق سامنے آیا کہ انہماری کا لئے میری حوصلہ افزائی ہوتی تھی۔ کاس میں ہاتھ اٹھانے کا موقع ملتا تھا۔ اتفاق نہ کرنے کی اجازت تھی۔ یہ کہنے کی آسانی تھی کہ "میرا دنیا دی نظر یا آپ سے مختلف ہے۔" اس طرح ہم تمام لوگ سمجھتے ہیں اور کسی امریکی کاس رومناک سنی ہے۔

کاس رومن میں استعمال ہونے والی زبان کو سمجھتا ایک چیز ہے۔ لیکن امریکی طالب علموں کو سمجھنا، ان کی بات چیت اور تفاصیل کے طریقے کو سمجھنا زیادہ مشکل ہے اور اس کے لئے آپ کو مزید سمجھوتے کرنے کی ضرورت پڑتی ہے۔ کیا آپ کو اپنے گروپ میں

غیر رسمی بات چیت کو سمجھنے میں دشواری ہوتی تھی؟

میری پوش اور ڈھنک سے ہوئی کہ انگریز یا میری پہلی زبان تھی۔ اس لئے مجھے اس کا فوری فائدہ ہوا۔ شافٹی صدمہ پیش نہیں آیا۔ میں ایک بڑے شہر میں سے آئی تھی۔ اس لئے ۲۰ میں کی آبادی کے شہر سے جب میں یہاں آئی تو جگہ کے بارے میں میرا خالی بالکل مختلف تھا۔ ہم لوگ اس کے عادی نہیں تھے۔ حتیٰ جگہ کا کوئی تصور ہمارے یہاں نہیں ہے۔

رہے تھے کہ ہمیں جانا ہوگا۔ مجھے یاد ہے کہ من پانچ بجے جاگ گئی تھی اور تقریر سننے کے لئے ان میں کھڑی ہوئی تھی۔ اس لمحے سے ہمیں ۲۰۰۸ کے ابتدی تمام دنوں میں میں اس آرڈنر پر تیکوں تھیں۔ آپ چاہے سماں کے جس طبقے میں کیوں نہ ہوں ہر جگہ لوگ بات کر رہے تھے اور ان کے پاس ایسے موضوعات تھے جن پر دھیان دینا پڑتا ہے۔ مجھے یہ دیکھنے کا موقع طلاکر لوگ امریکہ کے بارے میں کیا تصور کرتے ہیں۔ خاص کر میرے والدین کی نسل کے لوگ۔ وہ جب اپنے تھجربات یا ان کا تصور کرتے ہیں تو ان کا تصور جنگ و مقام کے خلاف احتیاجی مظاہروں کا تصور ہوتا ہے، بہت بڑی شہنشہ کی شاعری کا تصور ہوتا ہے۔ اور میں یہ سب کو کہہ دیکھی۔ یہ تمام چیزیں زیادہ جاندار ہو کر سامنے آئیں۔

منچ پانچ بجے جس دن تقریر ہوتی تھی اس دن کے بارے میں ٹھانے کے لئے کیا آپ کا احباب نے آپ کو بستر سے گھیٹ کر جگایا تھا؟

نہیں۔ میں جا گئی ہوتی تھی۔ یوں مجھے کہ میں دیکھا جاویتی تھی۔ پونک

میں اندر پہنچ کیوں کیشن کی طالبہ ہوں اسے میں کسی اپنے حصے سے متاثر ہو جاتی ہوں جو اچھا بولتا ہے اور عوام کے مختلف طبقات سے مکالمہ کرتا ہے۔ اس سے مجھے پہنچی تھی۔ ایسا نہیں کہ مجھے تقریر سننے کے لئے جانے پر مجبوہ کیا گیا۔ (۲۰۰۸ میں امریکہ کے صدارتی انتخابات کے دن) نو برمروکو میں کافی بہ جوش تھی اسی طرح (حلف بروداری کے دن) ۲۰ جزوئی کوہنگی میں بہت بہ جوش تھی۔ اس وقت میں نے سوچا۔ "مجھے چنانچا ہے۔ اس کو کوہنگ دینا چاہیے۔"

امریکہ اور ہندوستان کی کالاسوں میں کیا فرق ہے؟

اس کا داروں اور اس بات پر ہے کہ آپ کیا پڑھتے ہیں؟ اس کے باوجود یہ کہا جاسکتا ہے کہ ہندوستان میں کالا میں ایک خاص ڈھنرے پر

یونیورسٹی میں تعییم کی نئی میعاد کے لئے امریکہ کی درسگاہوں میں ایک اندازے کے مطابق ۶۰۰،۰۰۰ طلباء اور طالبات ایسے ہیں جنہوں نے مختلف سمت اپنائی ہے لیکن ایک مختلف ثقافت میں جا کر تعلیم حاصل کرنے کے لئے اپنے ملک کی جانب پہنچنے کیزیں لوگ امریکہ سے باہر گئے ہیں۔ ان دونوں صورتوں میں لاکھوں لوگوں کا تجربہ ایک ہو گا۔ لیکن جب میں اپنے اقوامی طلباء اپنے تھجربات یا ان کا تصور کرتے ہیں تو ان کا تصور جنگ و مقام پاتیں ابھر کر سامنے آئیں گی جن سے معلوم ہو سکے گا کہ کسی اجنبی درسگاہ کے احاطے میں اور نئے ملک میں اپنے لئے جگہ کالانا کیسا ہوتا ہے۔

گائتری مورتی نے حال ہی میں میں اپنے اقوامی مواصلات میں ماہر آف آرٹس کی ڈگری حاصل کی ہے اور وہ یہاں "اچین" کے قارئین کے سامنے اپنا تجربہ بیان کر رہی ہیں۔

آپ کے تجربے کا سب سے زیادہ لچپ حصہ کیا ہے؟

میں اگست ۷ء میں جب یہاں آئی تھی تو میرا امریکہ کا یہ پہلا سفر تھا۔ تب بھک امریکہ کے بارے میں میں جو کچھ جانتی تھی اس کی بنیاد عوامی لکھنگا اور ادب پڑتی ہے۔ اس کے علاوہ میرے والدے مجھے امریکہ کے بارے میں بتایا تھا۔ میری لڑاکوں میں امریکہ کی وجہ تصور تھی وہ سامنگ اور گرفتکل کی تھی اور (وہ) کشنڈی کی میں متعدد مظاہروں کے مرکز) مال پر لوگوں کے کوچ کرنے کی۔ میرے والدے مجھے امریکہ کے بارے میں بتاتے تھے لیکن یونیورسٹی میں پہلے سفر کے دوران امریکہ کی وہ خلائقی تصور امریکہ کی اصل تصویر سے مطابقت کرتی نظر نہیں آئی۔ اس کے بعد مجھے ۲۰۰۸ کے موسم بہار کا سفر بیان آتا ہے (اس وقت سینیٹ کے درکن پارک اور بام امریکن یونیورسٹی میں آئے تھے اور تقریر کی تھی اور یہ وہ تقریر تھی جس کے دوران (سینیٹ کے نمبر) دینے کیسینیٹی نے ان کی توٹن کی تھی) یہ سب کچھ سیلیں ہوتا۔ میرے دوست کہ

صدر بارک او بام، جنوری ۲۰۰۸ میں امریکن یونیورسٹی کیپس میں ڈیموکریٹ پارٹی کے مکنہ صدارتی امیدوار کے طور پر ایک ریلی میں۔



جگہ ایک بڑی چیز ہے۔ یہ دوستی اور آپ کی تختیفات کی تحریف میں دل
اندازی کر جاتی ہے۔ یہ طے کرتی ہے کہ آپ کسی دوست سے کیا تو قع
کر سکتے ہیں کیا نہیں کر سکتے ہیں۔ شروع میں میرا رسول یہ تھا کہ ”محبگر کی
یاد آتی ہے۔ میں رات کو ۲۳ کے ائے کسی دوست کو فون نہیں کر سکتی اس سے
پکھننیں مانگ سکتی ہیں۔“ میں غمین تھی۔ میں ان دلوں مختلف مقامات کا
موازن اور مقابلہ کرتی تھی۔ لیکن بالآخر آپ ایک ایسے مقام پر بنا کی جاتے
ہیں جب آپ پر دلوں ٹافتوں کی اصل حقیقت روشن ہو جاتی ہے۔ آپ
ان معابر کو معاشرے کے اندر کے شخص کی طرح بھی دیکھتے ہیں اور
معابرے کے باہر کے شخص کی طرح بھی۔ یہاں میں ہندوستان کی تربیت
بن گئی ہوں۔ میں گھر جاتی ہوں تو لوگ مجھے امریکہ سے آئے ہوئے پہنچ کی
طرح دیکھتے ہیں۔ اور بتاتے ہیں کہ مجھ کو چاہ دیکھے ہیں۔
کیا اس کا مطلب یہ ہوا کہ آپ موازن اور مقابلہ کے مرطے سے
باہر کل آتی ہیں اور حالات کو اور تھقیلی صورتوں کو ان کی اصل حالت
میں دیکھنے لگی ہیں؟

جی ہاں۔ یہ دلوں کے مختلف نظام ہیں۔ تجھیک جس طرح امریکہ میں
ٹریک کے شابطے مختلف ہیں اور ہندوستان میں مختلف۔ سبی نظام
ہے۔ نظام کا ارتقاء ایسے ہی ہوتا ہے۔ اور آپ اس کو ایسے ہی دیکھتے ہیں
جیسا ہوا ہے۔ لیکن اس کا ایک انتصان بھی ہے آپ بر جگہ باہر کے
ہو جاتے ہیں۔ یوں کچھ کہ دو دنیا ہوں کے درمیان لڑکتے رہتے ہیں۔

میں ایک کشیر شفافی کا اس میں اس اصطلاح ”شفافی برداشت“ واقع
ہوئی۔ یعنی آپ دلکپروں کے درمیان برداشت جاتے ہیں۔

میں بھگتی ہوں کہ جس چیز سے مجھے مدھی دی دی ہے کہ میں اتنی کہے
جانے کی حد تک سیدھی سادی ہوں۔ میں طیارے پر سوار ہوتے وقت
بھولی بھالی ہوتی تھی کیوں کہ میں یہ بھگتی تھی کہ بہت جلد سچل جاؤ گی
آپ کیا رہ گئے ہیں۔ مثال کے طور پر جب میں یہاں ہوتی ہوں تو لوگ بجا
طور پر یہ کھجتے ہیں کہ میرا الجہد ہندوستانی ہے۔ اور ہے بھی لیجن جب میں بھی
گلتا ہے کہ یہ احتفاظ خوب آئیں تھیں میرا الجہد امریکی ہو گیا ہے۔ یہ غیر
سواری کا یہ ایک بہت بڑا تجھہ ہے۔ اس کے دروان آپ مسلسل سمجھتے
ہیں۔ یہاں میں میں الاقوامی طالب علم ہوں۔ جب آپ وہاں جائیں گی
تو کیا اپنے آپ کو بدلتے سے روک سکیں گی؟۔ یہ ایک ایسا دل ہے جس
میں خوش نہیں ہوں گیں جس میں سب کچھ جیکھاں ہو گیا، آپ نے مجھے ماحول سے
آپ یہ کھجتے ہیں کہ سب کچھ جیکھاں سے خوش اور مطمئن ہونا پڑے گا۔

میں ایک اور بات کہنا چاہتی ہوں۔ میں کہنا چاہتی ہوں کہ یہ ایک
آپ اس کیفیت سے باہر اچھا دیجے جائے ہیں۔ جس وقت آپ اپنے
ذہن کو اس بات کے لئے تیار کر لیتے ہیں کہ آپ مکمل طور پر باہر کے آدمی
ہاں اچھا ہے۔ میں بھی میں سرف ایک لڑکی تھی۔ مجھے میں کوئی خاص
سامانی یا یونیورسٹی کا فور ہو جاتی ہے۔

شریمن پورٹ، امریکہ ڈاٹ گودو میں ای جو یا میں اس کی مینچنگ
ایک ایسے نوجوان شخص کو جو میں الاقوامی طالب علم بننے کی منصوبہ
ایم ٹرینر ہیں۔

میری بیٹی کھل اٹھی

وکرم مورتی

گانتری مورتی کے والدین الاقوامی تعليم کے بارے میں کہانی کا ایک اور سخن بیان کرتے ہیں۔

اگرچہ ہم نے اس کی بھگتی کی لیجن جو دو برس گاہری نے امریکہ میں گزارے ان کے دروان اس کے اندر
اچھی تدبیریاں بھی نظر لیں گیں۔ وہ اب پہلے سے زیادہ پیدا ہوتا ہے اور اپنی بات زیادہ اپنے اڑ طریقے سے کہہ سکتی
ہے۔ لیکن دوچیزوں کی وجہ سے ہم پر بیان بھی تھے، امریکہ میں اس کی تعلیم پر خوف کرنے کے لئے خاطر خواہ رقم
ہم کہاں سے حاصل کریں گے؟ اور ایک اچھی ماحول میں گاہری کی کیسے زندگی گزارے گی؟

ہم لوگوں کی خوش قسمی تھی کی میں میں ایک ایسا صلاح کا حل گیا جس کے مدد سے جن یوں میں کہہ
سکتی ہے۔ جو کچھ بھین میں اس کی خاصی طبقی اور کم کوئی کیمین بر عکس ہے۔ یوں اپنی میں کہہ سکتی ہے جن یوں میں کہہ
میں پڑھاتی ہوں اس کی کھنیتی میں تبدیلی آئے گی لیکن امریکہ کے ماحول میں وہ کلیل بھی ہے۔

ہو سکتا ہے کہ درسے والدین بھی سے یہ سوال کریں کہ جس طرح ہم نے اپنی بیٹی کو پڑھنے کے لئے کامیاب
طرح کی اپنی بھی اپنے بچوں کو پڑھانی کے لئے کسی دوسرے ملک میں بھیجا جائے تو میرے پاس اس سوال کا کوئی
سیدھا جواب نہیں ہے۔ میرا خیال یہ ہے کہ کسی میں کسی پیچے کے ملک میں بھیجا جائے کا داروارہ بہت حد تک
اس پر ہوتا ہے کہ اس کی پروردش کیسے ہوئی ہے۔ ایک ہم شہری یا دیسی ماحول میں پروردش پانے والے کسی پیچے کو ملک
کے باہر کھینچنے میں وہ ملک میں اس پیچے کے مقابلے میں زیادہ دشوار ہو گی۔ میں کسی کو پروردش شہریوں
میں ہوئی ہوں کہ شہروں میں زندگی دشوار ہوئی ہے اور پچھے اس دشوار زندگی کو اپناتا زیادہ آسانی سے سیکھ جاتا
ہے۔ اس کے علاوہ کسی تبدیلی کو اپنائیں کی پیچے کی ایمیس کا داروارہ میں اس پر بھی ہوتا ہے کہ اس کے والدین کیسے ہیں
اور اس کی سماںی اور اقصادی حالت کیا رہی ہے؟ اس کے علاوہ انکریزی زبان سے پیچے کی واقعیت بھی ایک بڑی چیز
ہے۔ یا امریکہ جانے والے بہت سے ہندوستانی طلباء کے لئے قدری ہے لیکن دوسروں کے لئے قطعی نہیں۔

میں نے ایسی جو کچھ کہا ہے اس کے باوجود ہندوستانی والدین کو میرا امشوہ یہ ہے کہ یہاں ملک تعلیم ایک ایسا
تجھہ ہے جس سے ان کا پچھے ایک ایسے ہے اعتماد جس میں تبدیل ہو جائے گا جو ازادانہ طور پر زندگی گزارنے، اور
جی اور پیش وار زندگی میں اپنے فائدے کے فیصلے کرنے کا اہل ہو گا۔

لیکن بالآخر میں ایک بھی ماحول ہے۔ ہر دو شام کو وقت جب ہم کام سے لوٹ کر آتے ہیں تو میں
گاہری کی بھگتی ہوئی تھی۔ اس کا گاہری کو بھی کوئی صرف گھر کے آرام اور چاک کا فہلان بھگتی ہوئی تھا بلکہ میں
میں زندگی کے خیابانیں ایک بھی نہیں۔